بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

نو نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

خطبہ نمبر ۳۷

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم چہارشنبہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۳/۱۸	۲۳ تبوک ۱۳۴۳ ہش ۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۸۴ھ ۔ ۲۳ ستمبر ۱۹۶۴ء	نمبر ۲۲۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۲ ستمبر بوقت ۱۰ بجے صبح

کل حضور کو بے چینی کی تکلیف رہی۔ رات نیند آگئی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے

آمین اللّٰھم آمین

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جو قرآن مجید کے ایک حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا

اگر نجات چاہتے ہو تو مسکینی سے قرآن کریم کا جُوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ

"خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر ایک قوت اور ہر ایک وضع اور ہر ایک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبۂ فہم اور مرتبۂ فطرت اور مرتبۂ سلوک اور مرتبۂ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے۔ سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو۔ اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جُوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے۔ وہ موت سے بچ جائے گا۔ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے بلکہ تم اسلئے اس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہیئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جاوے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور وہ محسن حقیقی راضی ہو جاوے۔ کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

خدا بڑی دولت ہے اس کے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے طیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو۔ عزیزو! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچہ کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے اور جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے۔ بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔

سچائی اختیار کرو سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اس کو بھی دھوکا دے سکتا ہے۔ کیا اس کے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں۔ نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔ تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔" (ازالہ اوہام ص ۳۴۷)

اخبار احمدیہ

○ ربوہ — محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب التزام کے ساتھ مسجد مبارک میں قرآن مجید کا درس دیتے ہیں یہ درس ہفتہ میں دو دن یعنی ہر پیر اور جمعرات کو ہوتا ہے۔ درس نماز مغرب سے نصف گھنٹہ قبل شروع ہو کر نماز مغرب تک جاری رہتا ہے۔ احباب درس کے ایام نوٹ فرمالیں۔ اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر قرآنی علوم و معارف سے مستفیض ہوں۔

○ مورخہ ۲۰ ستمبر بروز یکشنبہ مکرم صوفی غلام محمد صاحب ناظر بیت المال کے فرزند مبارک مصلح الدین صاحب ایم اے کی تقریب شادی عمل میں آئی۔ ان کا نکاح عائشہ امینہ صاحبہ ایم۔ اے بنت مکرم صوبیدار غلام رسول صاحب دار الصدر غربی ربوہ کے ساتھ ۳ جنوری ۱۹۶۴ء کو ہوا تھا۔ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۶۴ء کو بعد نماز عصر تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ جس میں تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد نے رشتہ کے بابرکت ہونے کی دعا کرائی۔ مورخہ ۲۱ ستمبر کو مکرم صوفی غلام محمد صاحب نے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ جس میں بزرگان سلسلہ اور متعدد دیگر احباب شریک ہوئے۔ دعوت طعام کے اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ نے دعا کرائی۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین

○ عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ قائدین مجالس خدام الاحمدیہ زعماء مجالس انصار اللہ کا مشترکہ تربیتی اجتماع مورخہ ۱۰-۱۱ اکتوبر ۱۹۶۴ء بروز ہفتہ اتوار جامعہ احمدیہ سیالکوٹ میں منعقد ہوگا۔ عہدہ داران۔ قائدین و زعماء کرام مہربانی کرکے ضرور شامل ہوں۔

(امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

خطبہ جمعہ

خوف و طمع کے اشتراک سے ایک طرف شدید بیداری اور دوسری طرف انتہائی قربانی کی توفیق ملتی ہے

اگر حقیقی مومن بننا چاہتے ہو تو ان دونوں حالتوں کے درمیان زندگی بسر کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۱ مارچ ۱۹۵۰ء - بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ کی تلاوت کی:-

تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع
یدعون ربّھم خوفاً وطمعاً
وّممّا رزقناھم ینفقون۔
(السجدہ ۲٤)

اس کے بعد فرمایا۔
ہر شخص کے اندر اس کی

ذمہ داری کے مطابق بیداری

پیدا ہوتی ہے اور اس کی بیداری سے ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسے اپنی ذمہ داری کا کتنا احساس ہے۔ قرآن کریم کے متعدد مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی کامیاب زندگی خوف اور رجاء پر مبنی ہے یعنی اس کے دماغ پر یکساں طور پر خوف اور رجاء کے دونوں پہلو غالب ہوتے ہیں۔ اسے خوف اپنی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے اور امید خدا تعالیٰ کے فضلوں وعدوں اور طاقتوں کی وجہ سے ہوتی ہے وہ ڈرتا ہے کہ اس کی کمزوری اور سستی کہیں اسے تباہ نہ کردے اور وہ امید رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا فضل اور طاقت اسے ابھارتے رہیں گے۔ اور ڈوبنے نہیں دیں گے مگر جس طرح ہر چیز کا سایہ ہوتا ہے اور ہر فعل کا ایک نتیجہ ہوتا ہے اسی طرح

خوف اور رجاء

بھی اپنے سائے رکھتے ہیں۔ دنیا میں عادی افعال کے سوا جن کی درحقیقت کوئی بھی قیمت نہیں ہوتی۔ باقی جتنی چیزیں ہیں وہ ساری کی ساری نتیجہ خیز اور اپنے اندر کوئی نہ کوئی اثر رکھتی ہیں۔ عادی افعال یا تو غیر طبعی عادات ہوتی ہیں یا طبعی افعال ہوتے ہیں اور غیر طبعی عادتیں اور طبعی افعال جہاں تک ثواب کا تعلق ہے کوئی قیمت نہیں رکھتے۔ ہم سانس لیتے

ہیں اور ہمیں اس کا کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا۔ دل دھڑکتا ہے اور ہمیں کوئی احساس نہیں ہوتا۔ کان سے ہم سنتے ہیں اور ہم کوئی نئی کیفیت محسوس نہیں کرتے۔ یہ

طبعی افعال

ہیں جن کے بدلہ میں ہم خدا تعالیٰ سے کسی ثواب کے امیدوار نہیں ہوسکتے۔ ہم کوئی حق نہیں رکھتے کہ خدا تعالیٰ سے کہیں کہ ہم نے کان سے سُنا ہے ہمیں اس کے بدلہ میں کیا جزا ملے گی۔ ہمارا دل دھڑکا ہے اس کا ہمیں کیا ثواب ملے گا۔ ہم سانس لیتے ہیں ہمیں اس کا کیا انعام ملے گا۔ اس طرح غیر طبعی عادات بھی بیکار ہوتی ہیں۔ مثلاً بعض لوگوں کو اپنے کسی عضو کے ہلانے کی عادت ہوتی ہے۔ کوئی اپنا کندھا ہلاتا ہے۔ اور کوئی آنکھیں مارتا ہے۔ یہ عادتیں یونہی پیدا نہیں ہوجاتیں۔ ان کا بھی کچھ نہ کچھ سبب ہوتا ہے لیکن اس کے بیان کرنے کا نہ یہ موقعہ ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ بہرحال بعض لوگ بعض حرکات عادت کے طور پر کرتے ہیں اور ان کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ سے کسی انعام کے امیدوار نہیں ہوسکتے۔ یہ

غیر طبعی عادتیں

ہوتی ہیں۔ اور جو غیر طبعی عادتیں ہوں۔ ان پر سزا بھی کوئی نہیں۔ اور ان کے بدلہ میں انعام بھی کوئی نہیں۔ ان کے سوا باقی جتنی چیزیں ہوتی ہیں وہ کوئی نہ کوئی اثر انسان پر چھوڑ جاتی ہیں اور اس کے اندر ان کی وجہ سے کوئی نہ کوئی تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے۔ کبھی افکار کے ہیجان میں تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے۔ کبھی دلی جذبات میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور کبھی مادی طور پر اس دنیا میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص

ایسی جگہ پر بیٹھا ہے جہاں کوئی اینٹ اٹھی ہوئی ہے یا کوئی روڑا پڑا ہوا ہے اور اسے تکلیف محسوس ہوتی ہے تو اس کے مقابل پر وہ اگر کوئی حرکت کرے گا تو وہ حرکت اس کے ساتھ تعلق رکھے گی۔ مثلاً اینٹ اٹھی ہوئی ہے تو وہ اس طرح بیٹھ جائے گا کہ اینٹ کا جو حصہ اُبھرا ہوا ہے وہ اس کے جسم کے اُٹھے ہوئے حصہ کی طرف ہو جائے یا وہ اس جگہ سے ذرا ہٹ کر بیٹھ جائے گا یا ہاتھ مار کر اس اینٹ یا روڑے کو ہٹا دے گا۔ غرض ہر حرکت خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ اسی طرح طمع اور خوف بھی انسان کے اندر ایک تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں۔ خوف آئے گا تو انسان کے اندر بیداری پیدا ہوگی۔ مثلاً ایک انسان جنگل میں چل رہا ہوتا ہے اسے خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں شیر یا چیتا یا کوئی اور موذی جانور نہ پھر رہا ہو تو فوراً ہی اس کے اندر ایک بیداری پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ہوشیار ہو جاتا ہے۔ اس پر

خوف کے آثار

پائے جاتے ہیں وہ ہر کھٹکے پر کبھی دائیں اور بائیں اور کبھی پیچھے مڑ کر دیکھے گا۔ اور کبھی آگے تیز نظر دوڑائے گا۔ اور اگر کوئی ہلتی ہوئی ٹہنی بھی اس کی طرف جھکے گی تو چونکہ اسے شیر چیتے یا کسی اور موذی جانور کا خیال ہے۔ وہ کود کر آگے چلا جائے گا۔ یا کسی شخص کو یہ خیال ہے کہ دشمن اس کا تعاقب کر رہا ہے تو وہ دوڑتے وقت مڑ مڑ کر اپنے پیچھے دیکھتا جائے گا۔ یا وہ خیال کرتا ہے کہ اس کے قریب کوئی سانپ ہے تو وہ بجائے آسمان کی طرف یا اپنے دائیں اور بائیں دیکھنے کے بار بار اپنے پاؤں کی طرف دیکھے گا۔ غرض خوف اس سے اپنے درجہ کے مطابق حرکت کرائے گا۔ اگر اسے یہ خوف

ہے کہ اس کے پیچھے دشمن آرہا ہے تو وہ مڑ مڑ کر پیچھے دیکھے گا۔ اگر کوئی شیر یا کسی اور موذی جانور کا خوف ہے تو وہ جنگل میں چلتا ہوا چاروں طرف نظر مارتا جائے گا۔ غرض ہر خوف اپنے ساتھ ایک خاص قسم کی حرکت پیدا کرتا ہے۔ یہی امید کا حال ہے۔ ماں کو بچے کے آنے کی خبر ملتی ہے تو وہ رات کا وقت بیداری میں کاٹتی ہے۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی ہوتی ہے۔ دروازوں کی چولیں ڈھیلی ہوتی ہیں اور وہ ہوا سے کھٹ کھٹ کی آواز دیتے ہیں۔ گاؤں یا محلہ کے سارے دروازے اسی قسم کی آواز دیتے ہیں مگر یہ ماں جو بچہ کے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہوتی ہے جب دروازے کی آواز کو سُنتی ہے تو بے اختیار کہہ اٹھتی ہے اچھا بیٹا آ گئے۔ وہ یہ کہتے ہوئے تیزی سے دروازے پر پہنچتی ہے مگر وہاں کچھ بھی نہیں ہوتا گویا طمع بھی موقع کے لحاظ سے ایک خاص قسم کی حرکت پیدا کرتا ہے اور خوف بھی ایک قسم کی حرکت پیدا کرتا ہے۔ پھر امیدیں

کئی قسم کی قربانیاں

پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً کسی انسان کے دل میں اگر ڈاکہ پڑنے کا خیال آتا ہے تو یہ خوف والی بات ہے جب کوئی شخص یہ سنے گا کہ ڈاکہ پڑنے والا ہے اور شائد یہ ڈاکہ اس کے گھر پر ہی پڑے گا تو وہ یہ خبر سُنکر بڑا ھے پکانے نہیں لگ جائے گا بلکہ وہ چوکس ہوجاتا ہے اور سامانِ جنگ جمع کرتا ہے۔ اور اگر کسی کو یہ امید ہو کہ اس کے ہاں کوئی مہمان آنے والا ہے تو وہ اس کے لئے کھانا تیار کرواتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ مہمان آئے گا تو اسے کھانا دیں گے چائے پلائیں گے۔ مٹھائی اور پھل پیش کریں گے۔ لیکن خوف کے لئے تم جاگو گے اور ہوشیار ہوگے۔ یہی مضمون جو میں نے تمہیدی طور پر بیان کیا ہے اس

آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے جو میں نے ابھی پڑھی ہے تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفًا وطمعًا ومما رزقنٰھم ینفقون۔ یہ

قرآن کریم کا کمال

ہے کہ وہ مضامین کو ایسے نئے نئے اسلوب سے بیان کرتا ہے کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اس آیت کا نقطۂ مرکزی خوفًا وطمعًا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے مومن کا تعلق خوف اور طمع پر مبنی ہوتا ہے۔ اس چیز کی طرف توجہ دلانے کے لئے بعض علامات کی طرف توجہ دلانے کی بھی ضرورت تھی۔ یعنی خوف اور طمع سے کیا کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا یہ طریق بھی تھا کہ ان دونوں کو اکٹھا بیان کر کے بعد میں ان کے نتائج بیان کر دئے جاتے اور ایک طریق یہ تھا کہ پہلے ایک موجب کی مثال بیان کی جاتی اور پھر دوسرا موجب اور اس کی مثال بیان کی جاتی۔ اور تیسرا طریق یہ تھا کہ موجبات تو اکٹھے رہتے۔ لیکن مثالیں ان موجبات کے قرب کو مدنظر رکھ کر بیان کی جاتیں۔ مثلاً ایک طریق یہ تھا کہ خوفًا اور طمعًا کو اکٹھا بیان کرنے کے بعد دونوں کی مثالیں بیان کر دی جاتیں۔ اور ایک طریق یہ تھا کہ خوفًا کہہ کر خوفًا کی مثال بیان کر دی جاتی اور طمعًا کہہ کر طمعًا کی مثال بیان کر دی جاتی۔ اور تیسرا طریق یہ تھا کہ خوفًا اور طمعًا کے بعد قرب کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے طمع کی مثال بیان کی جاتی اور پھر خوف کی مثال بیان کی جاتی۔ قرآن کریم نے ان اسالیب کو متعدد جگہوں پر اختیار کیا ہے لیکن اس جگہ ایک اور اسلوب اختیار کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ موجبات کو اکٹھا بیان کیا ہے مگر ان کے اثرات میں سے خوف کے اثر کو پہلے بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ موجبات میں سے خوف کا لفظ پہلے تھا اور طمع کے اثر کو بعد میں بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ طمع کا لفظ خوف کے بعد استعمال ہوا تھا۔ اسی طرح موجبات کو اکٹھا بھی کر دیا ہے لیکن ہر موجب کا نتیجہ اس کے ساتھ بیان ہو گیا ہے۔ جو ایک

نہایت لطیف صنعت

ہے۔

چنانچہ فرماتا ہے تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفًا ان کے پہلو اپنے بستروں سے جدا رہتے ہیں اور وہ اپنے رب کو خوف کی وجہ سے پکارتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اے خدا ہمیں خطرہ درپیش ہے تو ہماری مدد فرما۔ اس کے بعد طمعًا آتا ہے اور اس کے بعد اس کے نتیجہ کو بیان کر دیا گیا ہے وممّا رزقنٰھم ینفقون۔ یعنی امید کی صورت میں وہ اپنے اموال آئندہ نفع کے خیال سے خرچ کرتے ہیں گویا موجبات تو دونوں اکٹھے ہیں لیکن ان کے اثرات الگ الگ بیان کر دئے گئے ہیں جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ جب تمہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا بچہ آرہا ہے تو تم صرف جاگتے ہی نہیں بلکہ اس کے لئے کھانا بھی تیار کرتے ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ اپنے رب کو طمع کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انکو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح ماں باپ اپنے بچہ کی آمد پر اس کی آمد کے لئے خرچ کرتے ہیں اسی طرح وہ لوگ بھی خرچ کرتے ہیں۔ گویا پہلی حالت کے نتیجہ میں ان کی راتیں بیداری میں کٹتی ہیں اور دوسری حالت کے نتیجہ میں ان کے دن اخراجات میں صرف ہوتے ہیں۔ خوف

شب بیداری

کی طرف توجہ دلاتا ہے اور طمع دن کے وقت خرچ کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ زمیندار اپنے قیمتی دانے اس لئے کھیت میں ڈالتا ہے کہ اسے یہ طمع ہوتا ہے کہ دانے اُگیں گے اور غلہ پیدا ہوگا۔ طالب علم دن کو مدرسہ جاتا ہے اس امید میں کہ وہ امتحان میں پاس ہوگا اور اچھی زندگی گزارے گا۔ تاجر دکان پر جاتا ہے۔ ملازم دفتر جاتا ہے۔ اور صناع کارخانہ میں جاتا ہے اس لئے کہ اس کا کوئی اچھا نتیجہ نکلنے کی اسے امید ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ عباد الرحمٰن کی یہ صفت بیان فرماتا ہے کہ تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع ان کے پہلو بستروں سے جُدا ہوتے ہیں یدعون ربھم خوفًا وہ اللہ تعالیٰ کو اس خوف کی وجہ سے پکارتے ہیں کہ کہیں شیطان اور اسکے اظلال ڈاکے مار کر ان کے ایمان کو خراب نہ کر دیں وطمعًا مگر ان سے اللہ تعالیٰ کے دو رشتے ہوتے ہیں ایک مالک یوم الدین ہونے کا اور ایک رب ہونے کا مالک یوم الدین ہونے کے لحاظ سے ان پر خوف کا پہلو غالب ہوتا ہے اور ربوبیت کے لحاظ سے اس کا رشتہ ماں باپ سے بھی زیادہ محبت اور پیار کا ہوتا ہے۔ ربوبیت کے رشتہ کے لحاظ سے وہ خوب خرچ کرتے ہیں جیسے بیٹا جب اپنی ماں یا باپ کو لکھتا ہے کہ آپ سے ملنے کو جی چاہتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم آرہے ہیں تو وہ جھٹ ان کے کھانے وغیرہ کے لئے تیاری شروع کر دیتا ہے یہ دونوں چیزیں (یعنی خوف اور طمع) ایسی ہیں جن کے ذریعہ انسان اپنے

ایمان کا جائزہ

لے سکتا ہے۔ ہماری جماعت جو اس بات کی مدعی ہے کہ وہ ایک مامور اور مرسل کی جماعت ہے۔ اس میں دونوں چیزیں پائی جانی ضروری ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ ہماری جماعت میں یہ چیزیں نہیں پائی جاتیں۔ یہ دونوں چیزیں ہماری جماعت میں پائی جاتی ہیں۔ مگر بہت سے لوگوں میں غلط طور پر پائی جاتی ہیں۔ ہماری جماعت میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جن کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ

تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفًا وطمعًا ومما رزقنٰھم ینفقون

لیکن ابھی کچھ جماعت اس آیت کے ایک حصہ کی مصداق بنی ہوئی ہے۔ کچھ جماعت دوسرے حصہ کی مصداق بنی ہوئی ہے۔ کچھ جماعت کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ خوفًا کی مثال ہیں۔ ذرا خوف کی حالت پیدا ہو جائے تو کہنے لگ جاتے ہیں کہ نہ معلوم اب کیا ہو جائے گا۔ کچھ جماعت غلط امیدوں میں سو رہی ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ اسلام کو پھیلانا اللہ تعالیٰ کا اپنا کام ہے وہ خود کرے گا۔ ہمیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایک لطیفہ مشہور ہے ایک شخص جو حاجی تھے جو عالم بھی تھے۔ اور انہیں مذاق کی بھی عادت تھی۔ وہ کہیں جاتے ہوئے رستہ میں ایک گاؤں میں ٹھہر گئے۔ گاؤں کے لوگوں نے ان سے کہا کہ نماز جمعہ پڑھاؤ۔ انہوں نے انکار کیا۔ مگر لوگوں نے اصرار کیا اور آخر وہ مان گئے۔ مگر ان کا جی نہیں چاہتا تھا۔ جب وہ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا۔ اے لوگو بتاؤ کیا تمہیں پتہ ہے کہ میں نے آج کیا کہنا ہے۔ سب نے کہا نہیں۔ ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ انہوں نے کہا اگر تمہیں پتہ ہی نہیں کہ میں نے کیا کہنا ہے۔ تو میں تمہیں کیا بتاؤں گا۔ اور یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے۔ دوسرے جمعہ پر گاؤں والوں نے پھر اصرار کیا کہ وہ نماز جمعہ پڑھائیں اور انہوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اگر اب کے مولوی صاحب پوچھیں کہ کیا جو کچھ میں نے کہنا ہے تمہیں اس کا علم ہے۔ تو سب لوگ کہیں کہ ہاں ہمیں علم ہے۔ جب وہ مولوی صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا اے لوگو بتاؤ کیا تمہیں پتہ ہے۔ کہ میں نے کیا کہنا ہے۔ اس پر سب نے کہا ہاں ہمیں پتہ ہے کہ آپ نے کیا کہنا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ اگر تمہیں پتہ ہے کہ میں نے کیا کہنا ہے۔ تو پھر مجھے

بتانے کی ضرورت ہی کیا ہے

یہ کہہ کر وہ پھر منبر سے اتر آئے۔ مولوی صاحب کا قیام اس گاؤں میں کچھ لمبا ہو گیا اور تیسرا جمعہ بھی وہیں آگیا۔ گاؤں والوں نے پھر مشورہ کیا کہ ہم نے ان کا خطبہ ضرور سننا ہے۔ اب کے انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اگر مولوی صاحب یہ پوچھیں کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ میں نے کیا کہنا ہے۔ تو کچھ لوگ کہہ دیں کہ ہاں اور کچھ کہہ دیں کہ نہیں جب مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ میں نے کیا کہنا ہے تو ایک طرف سے آواز آئی ہاں اور دوسری طرف سے آواز آئی کہ نہیں۔ مولوی صاحب نے کہا۔ جن لوگوں نے ہاں کہا ہے وہ ان کو بتا دیں۔ جنہوں نے نہیں کہا ہے۔ یہ ہے تو لطیفہ مگر اس میں ایک سبق بھی ہے۔ اور میں بھی اپنی جماعت کے ایک حصہ سے جو خوف کی مرض میں مبتلا رہتا ہے کہتا ہوں اپنے خوف کا کچھ حصہ امیدوں کی جنت میں بسنے والوں کو دے دو۔ اور جو امیدوں کی جنت میں بسنے والے ہیں ان سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی کچھ امیدیں خوف سے لرزنے والوں کو دے دیں تا دونوں کا ایمان درست ہو جائے۔ قرآن کریم کہتا ہے

مومنوں کی علامت

یہ ہے کہ تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفًا وطمعًا ومما رزقنٰھم ینفقون۔

مومن خوف وطمع کے درمیان زندگی بسر کرتا ہے۔ نہ ڈر سے اس کی جان نکلتی ہے اور نہ امیدوں سے اس کے عمل میں سستی پیدا ہوتی ہے۔ غرض طمع۔ قربانی اور خوف۔ بیداری پیدا کرتا ہے۔ وہ خوف جو طمع کے ساتھ ملا ہو بیداری پیدا کرتا ہے۔ اور وہ خوف جو طمع کے ساتھ نہ ملا ہوا ہو۔ بزدلی پیدا کرتا ہے۔ جس شخص کے گھر ڈاکہ پڑنے والا ہو۔ اور اسے یہ امید ہو کہ وہ ڈاکوؤں کو شکست دے دے گا۔ وہ بیدار ہوتا ہے۔ ہوشیار ہوتا ہے۔ اور سامان جنگ جمع کرتا ہے گھر چھوڑ کر بھاگ نہیں جایا کرتا۔ لیکن جس کو طمع نہیں ہوتا وہ گھر چھوڑ کر بھاگ جایا کرتا ہے۔ اور بزدلی دکھاتا ہے۔ اسی طرح جس میں طمع ہوتا ہے مگر ساتھ خوف بھی۔ وہ قربانی کرتا ہے۔ اور جس کی

طمع کے ساتھ خوف

نہیں ہوتا وہ سست ہو جاتا ہے اور اپنا کام دوسروں کے حوالے کر دیتا ہے۔

غرض خوف وطمع اگر دونوں اکٹھے ہوں گے تو ایک طرف شدید بیداری ہوگی۔ اور دوسری طرف انتہائی قربانی ہوگی۔ جس شخص کو یہ امید ہو کہ مجھے ایک کے بدلہ میں دس ملیں گے۔ وہ ایک کے خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرے گا۔ وہ تو کہے گا کہ چلو اسے پھینکو۔ اس کے بدلے میں دس ملیں گے پس امید کے ساتھ قربانی اور خوف کے ساتھ لازمی بیداری پیدا ہوتی ہے۔

ہماری جماعت

میں ایک حصہ ایسا ہے جس میں خوف ہی خوف

پایا جاتا ہے۔ اسے کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ خدا تعالےٰ بھی آسمان پر موجود ہے۔ اسے صرف یہی لوگ نظر آتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نظر نہیں آتا۔ اور دوسرا فریق ایسا ہے کہ اس کے اندر خوف سرے سے ہی نہیں وہ صرف جھوٹی امیدوں سے متوالا ہو کر خواب غفلت میں پڑا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ یہ

خدا تعالےٰ کا کام

ہے وہ خود کرے گا ہمیں اس کے لئے فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جیسے کسی نے کہا ہے کہ

عجب طرح کی ہوئی فراغت
گدھا اپنا ڈالا جو بار اپنا

وہ بھی خدا تعالےٰ پر سب بار ڈال دیتا ہے۔ اور خود بے فکر ہو کر بیٹھ رہتا ہے۔ یہ طمع نہیں۔ اسلام جو طمع سکھاتا ہے۔ وہ بخل پیدا نہیں کرتا۔ اس کے معنے کام کرنے اور خرچ کرنے کے ہوتے ہیں۔ اور اسلام جو خوف سکھاتا ہے۔ اس کے معنے بیداری کے ہیں۔ بزدلی کے نہیں۔ یہ دونوں چیزیں جب تک کسی شخص کے اندر پیدا نہ ہوں۔ اس پر مومنوں والی حالت نہیں آتی۔ تم ہزار دفعہ اپنے آپ کو مومن کہہ لو۔ اور کروڑ دفعہ تم کسی عیسائی کو کافر کہہ لو۔ تم احمدی نہیں ہو گے۔ خدا تعالیٰ کے سامنے تمہیں

احمدیت کا تاج

نہیں ملے گا۔ لیکن اگر تمہارا عمل۔ ان علامتوں کا مرکب ہو گا۔ تو تم خدا تعالےٰ کے حقیقی بیٹے بن جاؤ گے۔ تمہارا خوف خدا تعالےٰ سے تم کو شش حاصل کرے گا۔ کہ تم نے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھا۔ اور خدا تعالےٰ کے دین کو بچانے کے لئے چوکس رہے اور تمہارا طمع خدا تعالےٰ سے انعام حاصل کرے گا۔ کہ تمہیں اس کی آمد کی سچی امید تھی۔ اور تم نے اس کے استقبال کے لئے اپنا مال خرچ کیا۔ خدا تعالےٰ کھاتا پیتا نہیں۔ اس کا دین کھاتا پیتا ہے۔ جب خدا تعالےٰ کے لئے کسی قربانی کا ذکر آتا ہے تو اس سے مراد اس کے

غریب بندوں پر خرچ کرنا

ہوتا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے مومن بندوں سے قیامت کے دن کہے گا میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانے کو دیا۔ اس پر مومن بندے گھبرا کر کہیں گے کہ اے خدا تو کہاں اور ہم کہاں۔ ہم میں طاقت کہاں تھی کہ تجھے کھلاتے۔ خدا تعالےٰ ان کے جواب میں کہے گا جب میرا کوئی غریب بندہ اس حالت میں تمہارے پاس آیا۔ کہ وہ بھوکا تھا۔ اور تم نے اسے کھانا کھلایا۔ تو گویا تم نے مجھے ہی کھانا کھلایا۔ یہ وہ اصول ہے جو دنیا کو اس مقام پر لانے والا ہے جہاں ہر غریب کی غربت دور ہو جائے۔ اگر دنیا اس مقام پر آ جائے کہ سارے بندے امن سے رہنے لگ جائیں تو یہ

ایمان کا مقام

ہو گا۔ لیکن وہ شخص جو صرف اپنی فکر کرتا ہے وہ ہرگز طمع والا نہیں کہلا سکتا۔ وہ خدا تعالےٰ سے کوئی امید نہیں رکھتا۔ اگر وہ خدا تعالےٰ سے امید رکھتا تو وہ اس کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ کیوں کرتا۔ اس کے صرف اپنے لئے ہی کوشش کرتے رہنے کے یہ معنے ہیں کہ اسے خدا تعالےٰ سے کوئی امید نہیں۔ اگر اسے خدا تعالےٰ سے کچھ امید ہوتی تو وہ قربانی کرنے سے ہرگز دریغ نہ کرتا۔

غرض جیسا کہ میں نے کہا ہے اس لطیفہ کا پچھلا حصہ میں اختیار کرتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ

اے خوف والو!

تم اپنے خوف میں سے کچھ حصہ طمع والوں کو دے دو اور ان سے طمع لے لو۔ اور اے طمع والو تم اپنی طمع میں سے کچھ حصہ خوف والوں کو دے دو۔ اور ان سے کچھ خوف لے لو۔ ایمان خوف اور طمع کے اشتراک کا نام ہے اور ان دونوں کے اشتراک سے یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ ایک طرف انسان خطرہ کو بھانپتا ہے۔ اور اس کے لئے تیاری کرتا ہے تو دوسری طرف فتح اور کامیابی کی طمع اور امید رکھتا ہے اور ان کے نتیجہ میں وہ

خدا تعالےٰ کے رستہ میں خرچ

کرتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں مومن کی علامتیں ہیں جس شخص میں یہ دونوں علامتیں نہیں پائی جاتیں۔ اس کا اپنے آپ کو مومن کہنا بالکل بے کار اور فضول ہے۔

"میرے پاس وہی آتا ہے جس کی فطرت میں حق سے محبت اور اہل حق کی عظمت ہوتی ہے جس کی فطرت سلیم ہے وہ دور سے خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سونگھتا ہے اور کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالےٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے۔" (مسیح موعود)

ایک مخلص احمدی نوجوان کی دردناک وفات

مکرم چوہدری محمد فضل داد صاحب۔ تعلیم الاسلام کالج۔ ربوہ

موت سے کسی کو مفر نہیں۔ ہر ایک انسان جو اس دنیا میں آیا خواہ اس میں لمبا عرصہ رہا یا کم۔ وہ ایک نہ ایک دن اس کا شکار ضرور ہوا مگر بعض موتیں ایسی واقع ہوتی ہیں جو کہ اپنے لواحقین کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی بہت اندوہ اور رنج والم کا موجب بن جاتی ہیں۔ انہی میں سے عزیز ناصر علی پسر میاں اکبر علی صاحب لاہور کی موت ہے۔ مرحوم عمر کی صرف اٹھائیس بہاریں دیکھ پایا تھا کہ مورخہ ۹/۶۲ کو اچانک ایک حادثہ میں وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وفات کے روز مرحوم اپنے کاروبار کے سلسلہ میں لائل پور گیا ہوا تھا وہاں سے واپسی کے وقت بہنوئی اور بہن نے باصرار ایک دن کیلئے روکا مگر مرحوم نے کہا کہ چونکہ والد صاحب سخت بیمار ہیں اس لئے جب تک جا کر ان کی شکل نہ دیکھ لوں۔ مجھے اطمینان و تسلی نہیں ہو سکتی لہٰذا اصرار کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے لاہور چلا آیا۔ گھر آ کر اپنی بہنوں کو کہا کہ مجھے بھوک لگی ہے جلد کھانا دیدو۔ اس پر اس کو کھانا دیا گیا۔ کھانا کھا کر کہنے لگا کہ ہوٹل میں جا کر ذرا چائے پی آؤں اس کی والدہ نے بہتیرا کہا کہ چائے میں گھر پر ہی بنا دیتی ہوں یہاں ہی پی لو مگر باوجود والدہ کے اصرار کے وہ ہوٹل پر چائے پینے چلا گیا۔ ہوٹل والا اس کا دوست تھا مرحوم کی یہ عادت تھی کہ جب بھی ہوٹل پر بیٹھتا احمدیت کی باتیں شروع کر دیتا اور احمدیت پر جو اعتراضات بھی کئے جاتے ان کا کافی وشافی جواب دے کر سب کو خاموش کرا دیتا۔ لوگ اس کی باتوں کو نہایت ہی دلچسپی سے سنتے تھے۔ حادثہ والے دن بھی مرحوم اسی قسم کی گفتگو میں محو تھا کہ ہوٹل والے دوست نے لاجواب ہو کر کہا کہ اچھا آپ کا اور ہمارا معاملہ اب اگلے جہان میں ہی طے ہو گا۔ مرحوم نے مذاقاً جواب دیا پہلے تم جانا بعد میں میں وہاں حاضر ہو جاؤں گا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اتنے میں کچھ فاصلہ پر ایک کار آ کر رکی۔ اس کا ڈرائیور پان لینے کے لئے دکان پر چلا گیا۔ اسی اثناء میں کسی بچے کی بیوقوفی سے کار حرکت میں آ گئی اور پھر یکدم اچھل پڑی اور کئی ٹیڑھے چکر کاٹتی ہوئی ان افراد کی طرف لپکی جو دکان کے باہر بیٹھے ہوئے تھے متعدد افراد زخمی ہوئے مگر ہوٹل والا اور مرحوم موت سے محفوظ نہ ہو سکے۔ ہوٹل والا تو چند ساعتوں کے بعد ہی اس دار فانی سے گزر گیا مگر مرحوم کچھ دن اور زندہ رہا۔ علاج کی ہر چند کوشش کی گئی مگر ہوا وہی جو خدا کو منظور تھا یعنی بالآخر مرحوم نے بھی اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جنازہ بروز جمعرات ربوہ لایا گیا اسی دن حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل ہلالپوریؓ کی اہلیہ صاحبہ فوت ہوئی تھیں۔ ان دونوں کا جنازہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح وارشاد نے ایک بہت بڑے مجمع سمیت پڑھا۔ بعد ازاں مرحوم کو سپرد خاک کیا گیا۔

مرحوم کی ساری زندگی میرے سامنے گزری اس لئے اس کے اخلاق و اطوار کے دیکھنے کا مجھے خوب موقع ملا ہے۔ مرحوم بچپن سے ہی نیک سعید۔ خوش خلق۔ تابعدار اور فرمانبردار تھا۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملنے والا۔ صوم وصلوٰۃ کا پابند۔ خدمت سلسلہ کا جوش رکھنے والا۔ خدام الاحمدیہ کے جملہ فرائض نہایت دیانتداری اور ذوق وشوق سے سرانجام دینے کا عادی تھا۔ اپنے والدین کا فرمانبردار گھریلو کاموں میں بھی دلچسپی لیتا تھا۔ اپنے کاروبار کے سلسلہ میں اپنے والد کا دست راست تھا۔ اپنا وسیع کاروبار جو کہ ہزاروں روپیہ پر مشتمل ہے سنبھالے ہوئے تھا۔ جس کاروبار میں بھی اس نے اپنا ہاتھ ڈالا اس میں اس نے دیانتداری کو مقدم رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ کاروبار دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتا گیا اتنی مصروفیات کے باوجود اپنے والد بزرگوار (جو کہ ان دنوں سخت بیمار ہیں) کے علاج کا پورا پورا خیال رکھتا اور یہی خیال اس کو حادثہ کے دن لائل پور سے لاہور لانے کا موجب بنا۔ مرحوم نہایت ہی خوش خلق۔ ملنسار۔ ہر ایک سے بادب پیش آتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب مرحوم کا جنازہ مکان سے اٹھا اس وقت کے دلدوز منظر کو دیکھ کر کوئی دل ایسا نہ تھا جو سوگوار نہ ہوا اور کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہوئی۔ الغرض مرحوم نے جتنی زندگی بھی گزاری نہایت ہی سعادتمندی اور انکساری سے گزاری۔ چھوٹے سے لے کر بڑے تک جوان سے لیکر بوڑھے تک سبھی ان سے خوش رہے۔

دوستوں سے ملتجی ہوں کہ مرحوم کے لئے دعا فرماویں اللہ تعالےٰ اس کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب کرے اور اس کے والد کو جو بہت زیادہ بیمار ہیں شفا عطا فرماوے اور اس کے جملہ رشتہ داروں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرماوے۔

خاکسار
محمد فضل داد عفی عنہ
تعلیم الاسلام کالج۔ ربوہ

جذباتِ قدرت

سائنسی انکشافات میں اتفاقات کا عنصر

مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب ایم ایس سی ——— ربوہ

(قسط نمبر ۲)

(۳) اب ایک اور مثال جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے پیش کی جاتی ہے۔ اس زمانہ میں مختلف قسم کی مشینوں کو چلانے کے لئے بے حد ایندھن کی ضرورت ہے۔ جب بھاپ کا انجن تیار ہو گیا تو ریلیں وغیرہ اس کے ذریعہ چلنے لگیں اور قدرتی کوئلہ کی قدر و قیمت بہت بڑھ گئی۔ اس کی مانگ اور کھپت میں روز افزوں اضافہ ہونے لگا۔ ایک وقت ایسا آیا جب یہ محسوس کیا جانے لگا کہ اگر کوئلہ کی کھپت اسی رفتار سے جاری رہی تو دنیا میں کوئلہ کے معلوم ذخائر بہت جلد ختم ہو جائیں گے۔ اسی دوران میں ایک نیا قسم کا انجن ایجاد کر لیا گیا جس کو اندرونی احتراقی انجن کہتے ہیں۔ اس انجن میں تیل اور پیٹرول وغیرہ استعمال ہوتا ہے۔ اس دریافت سے کوئلہ کی قلت کا خوف کسی قدر دور ہو گیا لیکن بیسویں صدی کا یہ دور ایسا ترقی پذیر ہے کہ تیل کے قدرتی وسائل بھی ہماری ضروریات کے لئے ناکافی ثابت ہو رہے ہیں۔ ایک ایک ہوائی جہاز بے تحاشا پیٹرول کھا جاتا ہے۔ موٹروں، ہوائی جہازوں اور دوسرے انجنوں اور مشینوں کی اس قدر کثرت ہے کہ ایندھن کی قلت پھر محسوس ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ صنعتی ترقی کسی ایک ملک تک محدود نہیں۔ آجکل سب ممالک میں صنعتی ترقی بڑی سرعت سے ہو رہی ہے اور جگہ جگہ نئے کارخانے کھل رہے ہیں۔ دیہات تک میں بجلی پہنچائی جا رہی ہے اور گھر گھر میں قمقمے روشن ہیں اور بجلی کے پنکھے چل رہے ہیں۔ ان سب کاموں کے لئے توانائی کی بڑی ضرورت ہے۔ جب تک ہر ملک میں ایندھن یا توانائی کے حصول کے ذرائع وافر مقدار میں موجود نہ ہوں خدا کے سب بندے ان نعمتوں سے استفادہ نہیں کر سکتے غرض توانائی کے بغیر ترقی کی رفتار کو تیز نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا کا ایک معتدبہ حصہ ایسا ہے جہاں زندگی کی یہ سہولتیں ابھی تک نہیں پہنچیں۔ اور وافر توانائی کے بغیر ان کا پہنچنا ممکن نہیں۔ یہ ایسی ضرورت حقہ ہے جس کا پورا کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ یہ بات انسان کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ کوئلہ کی کانیں پیدا کرے اور تیل کے چشمے جاری کر لے ایسی صورت میں ترقی ہو تو کیسے ہو۔ پھر بے جان مشینوں کو چلانے کے علاوہ خود انسانی جسم کی مشینری کو چلانے کے لئے وافر اور مناسب خوراک کی ضرورت ہے جو دستیاب نہیں ہو رہی۔ جب آبادی سرعت سے بڑھ رہی ہو اور زمینی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ نہ ہو تو قحط و مصائب سے دوچار ہونا لازمی امر ہے۔ اس دور کے دانشوروں نے قلت خوراک کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے یہ تجویز کیا ہے کہ ضبط تولید سے کام لیا جائے اور فیملی پلاننگ ہو۔ اس حل کا تجویز کرنا خود انسان کے عجز اور اس کی بے بسی کا آئینہ دار ہے۔ انسان کو یہ نظر آ رہا ہے کہ ضروریات زندگی کو مہیا کرنے کے لئے جس قدر توانائی کی ضرورت ہے وہ نہ صرف یہ کہ موجودہ وسائل سے حاصل نہیں کی جا سکتی بلکہ ایسے وسائل ہر ملک اور ہر قوم کی پہنچ سے باہر ہیں۔ ان حالات میں اس امر کی ضرورت تھی کہ کوئی ایسا وسیلہ ہاتھ آ جائے جس کے ذریعہ بڑھتی ہوئی ضروریات کے لئے وافر مقدار میں توانائی حاصل ہو سکے۔ اس ضرورت حقہ کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اس دور کے انسان پر ایٹمی توانائی کا راز منکشف کر دیا۔ اب دیکھئے اس انکشاف کے لئے کس قدر عجیب رنگ میں اور غیر متوقع طور پر سامان پیدا ہوئے۔

۱۸۹۶ء کی بات ہے کہ ایک فرانسیسی ماہر طبیعات جس کا نام ہنری بکوریل تھا بعض تجربات میں مصروف تھا۔ ان تجربات میں اسے فوٹوگرافی کی پلیٹوں کو بھی استعمال کرنا پڑتا تھا۔ یہ پلیٹیں جیسا کہ سب جانتے ہیں موٹے سیاہ کاغذ میں اس طرح لپٹی ہوئی اور بند ہوتی ہیں کہ روشنی ان تک نہیں پہنچ سکتی۔ ایک دن بکوریل نے اتفاق سے یورینیم کی کچ دھات کی ایک ڈلی فوٹوگرافی کی ایک پلیٹ پر رکھ دی۔ کچھ عرصہ بعد جب اس نے اس پلیٹ کو دھویا تو اس پر ڈلی کی تصویر موجود تھی۔ اسے بڑا تعجب ہوا کہ پلیٹ تو بند تھی اور اس پر روشنی پڑی نہیں پھر ڈلی کی تصویر کیسے بن گئی۔ اب اس نے ارادہ کیا کہ اس تجربہ کو دہرائے۔ سابقہ تجربہ میں یورینیم کی ڈلی کو پہلے دھوپ میں رکھا جا چکا تھا۔ بعض اشیاء ایسی ہوتی ہیں کہ اگر انہیں تھوڑی دیر روشنی میں رکھا جائے تو وہ بعد میں اندھیرے میں بھی چمکتی ہیں۔ یورینیم بھی انہیں اشیاء میں سے سمجھی جاتی تھی۔ بکوریل کو خیال آیا کہ یورینیم کی چند ڈلیوں کو دھوپ دیکر فوٹو کی بند پلیٹوں پر رکھا جائے اور دیکھا جائے کہ آیا تصویر بنتی ہے یا نہیں۔

اب اتفاق ایسا ہوا کہ ادھر وہ ان تجربات کو دہرانے کے لئے بیتاب تھا ادھر اچانک موسم بدل گیا۔ مطلع ابر آلود ہو گیا اور دھوپ غائب ہو گئی۔ بکوریل نے اگلے روز پر تجربہ ملتوی کر دیا مزید اتفاق یہ ہوا کہ بارش کا سلسلہ طویل ہو گیا اور کئی دن تک مسلسل دھوپ نہ نکلی۔ اب بکوریل سے صبر نہ ہو سکا۔ اس نے اپنی تجویز کے مطابق نئی پلیٹیں لیں جو اچھی طرح کاغذ میں بند تھیں اور ان میں سے ہر ایک پر ایک ایک ڈلی یورینیم کی رکھ کر انہیں میز کی دراز میں رکھ دیا۔ اسے خیال تھا کہ شاید ڈلیوں کی مدہم سی تصویر ہی پلیٹوں پر آ جائے لیکن جب پلیٹیں دھوئی گئیں تو معلوم ہوا کہ ہر ایک پر نہایت صاف اور واضح تصویر موجود ہے۔ یورینیم اس زمانہ میں بہت سستی سی چیز تھی اور اس کے متعلق لغت میں یہ لکھا تھا کہ یہ ایک بھاری مگر بے مصرف دھات ہے۔ بکوریل کو کیا معلوم تھا کہ یہ بے مصرف دھات ایک دن دنیا کی سب سے قیمتی اور کارآمد شے ثابت ہو گی۔ اور قوموں کی قسمت کو بدل ڈالنے کا موجب ہو گی۔

بہرکیف اپنے تجربہ سے بکوریل کو یورینیم میں بڑی دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اب اس نے کچ دھات لینے کی بجائے اس کے مختلف نمکوں اور مرکبات کو پلیٹوں پر رکھ کر سابقہ تجربہ دہرایا۔ ہر صورت میں واضح تصویر پیدا ہوتی تھی۔ ان تجربات سے وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ پلیٹوں پر اثر کرنے کی خصوصیت دراصل یورینیم کے ایٹم میں پائی جاتی ہے۔ یورینیم خواہ دھات کی شکل میں ہو یا مختلف مرکبات کی شکل میں ہو یہ خاصیت اس میں موجود رہتی ہے۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس میں سے کوئی شعاعیں نکلتی ہیں جو کاغذ میں سے گذر کر پلیٹوں کو متاثر کرتی ہیں۔ اس خصوصیت کو سائنس کی زبان میں تابکاری (Radioactivity) کہتے ہیں۔

جب ان تجربات کا بکوریل نے اعلان کیا تو دوسرے سائنسدانوں کو بھی اس بارے میں دلچسپی پیدا ہو گئی۔ فرانس میں مادام کیوری اور انگلستان میں رتھرفورڈ نے ان تجربات کو دہرایا اور تجربات کا ایک سلسلہ شروع کر دیا انہیں معلوم ہوا کہ یورینیم دھات اور اس کے مرکبات ایک حالت میں قائم نہیں رہتے۔ یورینیم کے ایٹم ہر آن پھٹتے رہتے ہیں اور ان میں سے شعاؤں کے علاوہ باریک مادی ذرات بڑی تیزی سے خارج ہوتے رہتے ہیں۔ ان تجربات سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ ایٹم میں بڑی توانائی پوشیدہ ہے۔ اگر ان میں توانائی نہ ہوتی تو شعاعیں کہاں سے نکلتیں اور کئی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ذرات ٹوٹ کر خارج نہ ہو سکتے۔ اس سے قبل یہ سمجھا جاتا تھا کہ ایٹم ناقابل شکست ہے اور ایک عنصر دوسرے عنصر میں تبدیل نہیں ہو سکتا۔ زمانہ وسطیٰ میں کئی کیمیاگر پیتل تانبا وغیرہ کو سونے میں تبدیل کرنے کی آرزو کرتے رہتے تھے لیکن کبھی کامیاب نہ ہوئے۔ مگر یورینیم پر کئے گئے تجربات سے ثابت ہو گیا کہ ایک عنصر دوسرے عنصر میں تبدیل ہو سکتا ہے اور یہ کہ ایٹم پھٹ بھی سکتا ہے۔ رفتہ رفتہ سائنسدانوں نے ایسے طریقے دریافت کر لئے جن کے ذریعہ ہزارہا نہیں کروڑہا ایٹموں کو مسلسل پھاڑا جا سکتا ہے اور ان سے خارج ہونے والی توانائی کو قابو میں رکھا جا سکتا ہے۔ اس توانائی کو زمانہ جنگ میں ایٹم بم کی شکل میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور پرامن اغراض کیلئے جہازرانی اور برقی قوت کی تیاری کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ایٹمی توانائی کی بدولت بعض آبدوزیں دو دو ماہ تک سمندر کی تہہ میں موجود رہیں اور ایک دفعہ بھی سطح پر آنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی حالانکہ اس سے قبل وہ بہت ہی قلیل عرصہ کیلئے پانی کے نیچے رہتی تھیں اس کے بعد ہوا کیلئے یا ایندھن کیلئے انہیں سطح پر آنا پڑتا تھا۔ ایٹمی توانائی اب کئی طریقے پر انسان کیلئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو رہی ہے۔

اب بظاہر تو بکوریل کا تجربہ خالص اتفاق نظر آتا ہے۔ اس نے یورینیم کی ڈلی کو تصویر کی پلیٹ پر عمداً نہیں رکھا تھا۔ پھر تجربہ کے دوران مطلع کا مسلسل کئی دن تک ابر آلود رہنا بھی محض اتفاق معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اتنے اتفاقات کا جمع ہو جانا خود بتلا رہا ہے کہ ان کے پس پردہ خدائی تقدیر کام کر رہی تھی اور وقت آ گیا تھا کہ ایٹمی توانائی کا انکشاف ہو اور توانائی کے نئے وسائل انسان کے لئے مہیا کئے جائیں۔ بکوریل کے تجربات نہ صرف ایٹمی توانائی کے حصول پر منتج ہوئے بلکہ ان سے خود ایٹم کی ساخت معلوم کرنے میں بڑی مدد ملی اور پتہ لگا کہ ایٹم کی تو دنیا ہی الگ ہے جس طرح سورج، چاند اور سیارے ایک عالم ہیں اسی طرح ایٹم کے اندر بھی ایک باریک در باریک نظام شمسی کام کر رہا ہے۔ وہ گویا اس دنیا سے الگ ایک نیا عالم ہے جس میں خدا کے تصرفات اپنا کرشمہ دکھا رہے ہیں۔ سائنس کے اس مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے جو کہا ہے کہ اس دنیا کا خالق و مالک خبیر و بصیر ہے، قادر و توانا ہے اور رب العالمین ہے یہ واقعی درست ہے۔ اس دنیا کا ہر ذرہ اور ذرہ کا ہر ایٹم ایک الگ عالم ہے پھر آسمانوں پر نظر کریں تو وہاں پر ہر ستارہ ایک الگ نظام رکھتا ہے اور ایک الگ عالم ہے۔

غرض سائنس کے جو انکشافات غیر متوقع طور پر اور بغیر انسانی ارادے کے ہوتے رہتے ہیں ان کو انسان اپنی کم فہمی سے اتفاقات کے نام سے موسوم کرتا ہے کیونکہ ان کے پس پردہ جو خدائی تقدیریں کام کر رہی ہوتی ہیں وہ نظر نہیں آتیں۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اتفاق اسے کہتے ہیں جس میں کوئی ربط اور ترتیب نہ ہو نہ اس کا کسی ضرورت سے تعلق ہو۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایکسریز کا انکشاف اور تابکاری کی دریافت بہت قریب قریب کے زمانہ میں ہوئی اور ان دونوں میں گہرا تعلق ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں ایٹم کی ساخت پر تحقیق ہو رہی تھی۔ ان انکشافات کے بغیر ایٹم کی ساخت کا پتہ نہ لگتا اور علم میں ترقی نہ ہوتی۔ اس ضرورت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے عین وقت پر اور قریباً ایک ہی زمانہ میں دونوں کے ظہور کے سامان پیدا کر دئے قریب کے زمانہ میں اور عین وقت پر ان کا انکشاف ظاہر کر رہا ہے کہ ایک دانا اور بینا خدا موجود ہے جو اپنے خاص تصرفات سے ہماری مشکلات کو آسان کرتا رہتا ہے اور ضروریات کو پورا کرنے کے سامان وقت پر مہیا فرماتا ہے جو اریوں کے پرمیشر کی طرح وہ روح و مادہ میں ایک دفعہ ملاپ پیدا کر کے ان سے دستکش نہیں ہو گیا بلکہ ہر آن اپنی قدرت کے نئے نئے جلوے دکھاتا رہتا ہے۔

فتبارک اللہ احسن الخالقین

والحمد للہ رب العالمین۔

قرآن مجید

عکسی قرآن، حمائلیں، باترجمہ اور بلا ترجمہ
چھوٹی تقطیع سے لیکر بڑی تقطیع تک
تفسیریں اور وظیفے وغیرہ۔ اور ہر قسم کی اسلامی کتابیں
مکمل فہرست مفت منگوائیے
تاج کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس نمبر ۵۳ کراچی

نصرت سٹیمپنگ پیڈ

جس پر
الیس اللہ بکاف عبدہ
کا بلاک پرنٹ شدہ ہے
ملنے کا پتہ
نصرت آرٹ پریس ربوہ

تعمیر فنڈ انصار اللہ — تین ہزار روپے کی فوری ضرورت

مجلس مرکزیہ کے دفاتر میں اس وقت نیا کنواں اور اس پر بجلی کی موٹر لگایا جا رہا ہے۔ اسکے علاوہ بعض اور تعمیری کام بھی مدنظر ہیں۔ احباب نے مرکز کے ساتھ بڑی فراخدلی سے تعاون کیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت عمدہ اور باوقار عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔ لیکن سلسلہ کی وسعت کے ساتھ ساتھ بہر حال عمارتوں میں بھی وسعت ہوگی۔ جس کیلئے اراکین نے ہی فنڈ مہیا کرنے ہیں۔ پس موجودہ ضرورت کے پیش نظر میں ان اراکین سے جن کو اللہ تعالیٰ نے وسعت کے ساتھ دینی اور قومی کاموں میں بڑھ چڑھ کر خرچ کرنے کیلئے دل دیا ہے۔ درخواست کرتا ہوں کہ اس فنڈ میں ضرور حصہ لے کر یہ رقم پوری کر دیں۔ یہ خیال نہ کریں کہ وہ ایک دفعہ اس میں حصہ لے چکے ہیں۔ اسلئے دوبارہ اس مد میں چندہ دینے کی ضرورت نہیں۔ زعماء مجالس بھی حسب استطاعت اس مد میں چندہ وصول کر کے جلد بھجوا دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

ضرورت منشی و چوکیدار

شیخوپورہ میں اینٹوں کے ایک بھٹہ کیلئے ایک منشی اور ایک چوکیدار کی ضرورت ہے
ابتدائی تنخواہ علی الترتیب ۳۰۰-۱۰-۱۰۰ اور ۸۰-۲-۶۰ کے
گریڈوں میں حسب لیاقت اور کارکردگی مقرر کی جائے گی۔ بالمشافہ یا بذریعہ
خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔
ملک ظفر الحق جلیل دواخانہ مین بازار شیخوپورہ

دنیائے طب کی مایہ ناز دوا

انگزینا

- یہ گولیاں معدہ کو طاقت دیتی غذا کو ہضم کرتی اور ریاح کو خارج کرتی ہیں۔
- نظام ہضم کی اصلاح کر کے پیٹ درد۔ نفخ قبض۔ تبخیر معدہ اور باد گولہ کو دور کرتی ہیں۔
- جوڑوں اور پٹھوں اور جسم کی عام ریحی اور عصبی دردوں کے لئے بہت مفید ہیں۔
- سستی اور کمزوری کو دور کر کے چستی اور توانائی پیدا کرتی ہیں۔
- ہر پانچ سالہ تجربہ اور امتحان کے بعد پیش کی جا رہی ہیں۔

قیمت فی شیشی ۲ روپے علاوہ محصول ڈاک۔ تیار کردہ
خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ

جملہ حقوق محفوظ

مایوس العلاج مریضوں کے لئے خوشخبری!

اللہ تعالیٰ کے رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلعم نے فرمایا ہے:۔
لکل داء دواء۔ یعنی ہر مرض کی دوا ہے۔ چنانچہ انسان کو خواہ کیسا تکلیف دہ مرض ہو اسکو لاعلاج سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اس مرض کا صحیح علاج تلاش کرنا چاہیئے بفضل خدا ہمارے ہاں یہ مندرجہ ذیل خاص خاص دوائیں مل سکتی ہیں اگر آپ حاجتمند ہوں تو منگوا کر ضرور فائدہ اٹھائیں:۔

دوائے نزلہ	۲ روپے	دوائے سنگرہنی	۲ روپے
,, موتیا بند ابتدائی	۵ ,,	,, خرابی حیض	۳ ,,
,, کمزوری نظر	۳ ,,	,, تلی	۳ ,,
,, بہرا پن	۲ ,,	,, پتھری	۸ ,,

نوٹ:۔ فرمائش کے ساتھ اپنے حالات بھی لکھیں
حکیم مخدوم الملک احمد اکمل الطب و الجراحت
دواخانہ فضل۔ میانی (ضلع سرگودھا)

پانچ سالہ سکیم تعلیمی قرضہ حسنہ

اس کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد گرامی ہے جو حضور نے مشاورت ۱۹۵۲ء میں فرمایا تھا کہ غرباء کو ابھارنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دیہات میں بعض جگہ بیس بیس سال سے ہماری جماعتیں قائم ہیں مگر ان میں کوئی گریجوایٹ نہیں۔ اگر محکمہ کی طرف سے ان کو تحریک کی جائے کہ وہ پندرہ بیس زمیندار مل کر ایک لڑکے کی اعلیٰ تعلیم کا بوجھ اٹھائیں اور قرضے کے اوپر کچھ وظیفہ دے دیا کریں تو چند سال میں کئی لڑکے گریجوایٹ بن سکتے ہیں۔

خلاصہ سکیم:۔ جماعت کا ہر پیشہ کا فرد مرد ہو یا عورت اس میں حصہ لے سکتا ہے۔ جو کم از کم ایک روپیہ ماہوار یا چھ روپے ششماہی بمد سکیم مرکز میں بھیجے۔ ہر شخص سال بعد قسط گھٹا یا بڑھا سکتا ہے۔ اس کی سالانہ جمع شدہ رقم کی اطلاع مرکز سے جاری ہو کر ہر ایک ممبر کو دی جائے گی۔ ہر سال جمع شدہ رقم کا ⅘ وظائف پر خرچ ہوگا۔ باقی ⅕ کو تجارت پر لگا کر بڑھانے کا اختیار صدر انجمن احمدیہ کو ہوگا۔ کسی ممبر کو پہلے پانچ سال کے دوران میں اپنی جمع شدہ رقم کا کوئی حصہ واپس طلب کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ چھٹے سال ⅕ حصہ واپس ملے گا۔ ساتویں سال ⅖ اور علیٰ ہذا القیاس دسویں سال ساری رقم یا بقایا۔

سکیم کے مندرجہ ذیل حصے ہوں گے:۔

اوّل زمیندارہ قرضہ تعلیم۔ دوم اہل حرفہ کا۔ سوم ملازمین کا۔ چہارم مستورات کا۔ اور پنجم مختص بالذات۔ اوّل۔ دوم۔ سوم کا یونٹ ضلع ہوگا (یعنی ایک ضلع کی آمد اس ضلع کے انہی پیشہ کے امیدواروں پر خرچ ہوگی) چہارم و پنجم کا یونٹ صوبہ ہوگا۔ مستورات کی طرف سے آمد مستورات پر ہی اسی صوبہ میں خرچ ہوگی۔ اور جو احباب پچاس روپے ماہوار پانچ سال تک جمع کرائیں گے۔ ان کی رقم سے جاری شدہ وظیفہ ان کے نام پر ہوگا۔ اور مختص بالذات کہلائے گا۔ یہ وظائف میٹرک کے بعد کی تعلیم کے لئے جاری ہوں گے۔ ممبران بطور قرضہ حسنہ دیں گے۔ ان کی رقم پراویڈنٹ فنڈ کے طریق پر جمع ہوتی رہے گی اور وظائف لینے والے طلباء حسب قواعد نظارت تعلیم سے بطور قرضہ حسنہ وظائف لیں گے۔

آپ ازراہ کرم سکیم میں خود بھی حصہ لیں اور دیگر احباب کو بھی حصہ لینے کی تحریک فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ یہ ایک صدقہ جاریہ ہے۔ اس میں شامل ہو کر آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء مبارک کو پورا کر سکتے ہیں۔ آپ کی رقم سے اعلیٰ تعلیم کے لئے وظائف جاری ہوں گے اور پھر آپ کی رقم بذمہ صدر انجمن احمدیہ محفوظ بھی رہے گی جو حسب قواعد آپ کو واپس ملے گی۔ پس ہم خرما و ہم ثواب۔ حسب استطاعت حصہ لیں اور رقم ماہ بماہ چندہ کے ساتھ "پنجسالہ سکیم تعلیمی قرضہ حسنہ" کی مد میں ارسال فرمایا کریں۔ (ناظر تعلیم ربوہ)

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی نظر میں
پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور

"پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی ہمیشہ ہی تعاون کا ثبوت دیتی ہے۔ میں کمپنی کا مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔"

احباب اب گوجرانوالہ کے علاوہ لاہور۔ شیخوپورہ۔ بنڈی بھٹیاں۔ شاہ کوٹ اور لائل پور کے لئے بااخلاق عملہ کی خدمات اور اعلیٰ سروس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی کمپنی کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔
چوہدری محمد نواز مینیجنگ ڈائریکٹر ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ۔ لاہور

ربوہ کے احباب

الفضل کا تازہ پرچہ
ملک کی جی برادرز گولبازار ربوہ
سے حاصل کریں!

ھو الشافی
تریاق نسواں (اٹھرا کی گولیاں)

اور اولاد بھی نرینہ ہوتی ہے۔ فی ڈبی ۳-۷۵ کورس ۱۵ روپے
بچوں کے لئے چونڈی۔ بچوں کی صحت کو درست رکھنے کی نعمت فی شیشی ۱-۵۰
تریاق بے بی۔ بچوں کے ہرے پیلے دست بچپن اور سوکڑے کے لئے تریاق ہے فی شیشی ۲ روپے
پوشیدہ امراض کے متعلق مشورہ طلب فرمائیں
احمدیہ دواخانہ متصل ڈی۔ آئی پرائمری سکول ربوہ

مذہبی کتب

اردو، عربی اور انگریزی زبانوں میں خریدنے کے لئے ہمیشہ ہمیں یاد رکھیں
اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ گول بازار ربوہ

فوری ضرورت

ایک نئی ٹرانسپورٹ کمپنی در روٹ سرگودہا لاہور۔ لاہور لائل پور۔ لاہور گوجرانوالہ
کیلئے مندرجہ ذیل احمدی عملہ کی ضرورت ہے:۔

ڈرائیور ◎ کنڈکٹر
چیکر ◎ اڈہ انچارج
بکنگ کلرک ◎ خزانچی

صرف وہ احباب درخواست دیں جن کا تجربہ کسی ٹرانسپورٹ کمپنی میں کم از کم تین سال ہو۔ مقامی امیر کی تصدیق کے ساتھ مندرجہ ذیل پتہ پر درخواستیں بھجوائی جائیں!

ملک رشید احمد

آر۔ اے ملک اینڈ کمپنی

بوہڑ والا بلڈنگ رتن چند روڈ۔ لاہور

رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ

نئے ماڈل کے چولہے

بلحاظ اپنی خوبصورتی مضبوطی تیاری کی بچت اور افراط حرارت دنیا بھر میں بے مثال ہیں

اپنے شہر کے ہر ڈیلر سے طلب کریں،

تریاق چشم (رجسٹرڈ) کی اعجازی تاثیر۔

میں خود بھی حیران ہوں اور نہ ہی موجود کا دعویٰ ہے گر لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا سرمہ زیاق چشم بیس سالہ ککرے تین چار دن میں ختم کر دیتا ہے چوہدری نصیر احمد صاحب گوٹھ احمدیہ ضلع تھرپارکر سندھ پھر ڈاکٹر اور حکیم بھی بار بار اپنے دواخانہ میں مریضان چشم کے لئے منگواتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر حبیب اللہ خاں صاحب آف ملتان فرماتے ہیں پانچ تولہ زیاق چشم بذریعہ وی۔ پی ارسال فرما دیں۔ پھر سید طہم صاحب الہندی لوٹی ضلع مردان تحریر فرماتے ہیں ۱۲ شیشیاں زیاق چشم بذریعہ وی پی ارسال فرما دیں اب آپ خود ہی غور فرمائیں کہ اس سے بڑھ کر مریضان چشم کے لئے اور کیا یقینی شہادت ہو سکتی ہے زیاق چشم ایک نباتاتی مرکب ہے جو ککروں کو زائل کرتا ہے۔ سرخی اندر ہو یا باہر کاٹ دیتا ہے زخم۔ خارش۔ دھندلا پن۔ گوندر کی۔ روشنی میں آنکھ نہ کھلنا اور مطالعہ سے محروم رہنا سب کے لئے بے حد مفید ہے چالیس سال کے دوران میں اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب اسد گڑھ نامور ڈاکٹروں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ سے امتیازی سرٹیفکیٹ حاصل کر چکا ہے خدمت خلق کے پیش نظر قیمت وہی ہے جو چالیس سال پہلے مقرر کی گئی تھی۔ قیمت ۵ روپے تولہ۔ نوٹ:۔ اب کوئی صاحب سابقہ پتہ گڑھی ن ہر کر صاحب ضلع گجرات پر آرڈر نہ بھیجیں

المشتہر:۔ مرزا محمد شریف منیجر تریاق چشم حویلی مصف نزد سول ہسپتال چنیوٹ ضلع جھنگ۔

بشیر جنرل سٹور کیوں مشہور ہے؟

اس لئے کہ

عرصہ سات سال سے یہ ادارہ اہل ربوہ اور طلباء کی

بہترین خدمت کر رہا ہے

کالج اور سکول کی کتب

اور

آرائش و زیبائش کے جملہ سامان

کے لئے

بشیر جنرل سٹور۔ گولبازار ربوہ امتیازی حیثیت رکھتے ہیں

کتاب تفہیمات ربانیہ

یہ مفید کتاب نظر ثانی کے بعد مزید حوالہ جات اور سو صفحات کے اضافہ کے ساتھ دوبارہ طبع ہو رہی ہے تمام نئے اعتراضات کے علاوہ ختم نبوت کے بارے میں مودودی صاحب اور پرویز صاحب کے جملہ اعتراضات کا مکمل جواب بھی دیا گیا ہے۔ کتابت و طباعت شروع ہے حجم آٹھ صد صفحات ہوگا۔ سفید کاغذ ہوگا اور مجلد ہوگی قیمت اب پیشگی بھیجی جائے تو دس روپیہ ورنہ گیارہ روپے مقرر ہے۔ فوراً رقم پیشگی بھیج کر اپنا نسخہ محفوظ کرا لیں پیشگی قیمت کی رعایت تھوڑے عرصے کے لئے ہے

نوٹ۔ محصول ڈاک بہر حال بذمہ خریدار ہوگا۔

(منیجر الفرقان ربوہ)

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار کیل۔ پڑتل چیل کافی تعداد میں موجود ہے ضرورت مند احباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں!

گلوب ٹمبر کارپوریشن۔ ۲۵۔ نیو ٹمبر مارکیٹ۔ لاہور

سٹار ٹمبر سٹور ۹۰ فیروزپور روڈ لاہور ۔ لائل پور ٹمبر سٹور راجباہ روڈ لائل پور فون ۳۸۰۸

ہمیشہ

اپنی

طارق ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

کی آرام دہ بسوں پر سفر کیجئے، (جنرل منیجر)

مشتہرین کرام سے خط و کتابت کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

حب مالکہ دنسوال (ٹھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس انیس روپے ۱۹/-

"یورپ کی اکثر مساجد مسلمانوں کی ایک خاص جماعت نے تعمیر کی ہیں جس کا نام جماعت احمدیہ ہے"

"یہ مساجد اس امر کی آئینہ دار ہیں کہ یورپ میں اسلامی مشنوں کا ایک جال پھیلایا جا رہا ہے"

مغربی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی پر سوئٹزرلینڈ کے ایک مشہور عیسائی اخبار کا تبصرہ

آج جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں مغرب کے عیسائی ممالک میں اسلام جس شان سے پھیل رہا ہے اس کا اندازہ سوئٹزرلینڈ کے ایک مشہور عیسائی اخبار Schweizer Evangelist کے اس مضمون سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جو اس نے سوئٹزرلینڈ میں پہلی مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں لکھا تھا۔ قلب یورپ میں یہ پہلی مسجد بھی تعمیر کرنے کی سعادت جماعت احمدیہ ہی کے حصہ میں آئی ہے۔ یہ یورپ میں جماعت کے ذریعہ تعمیر ہونے والی پانچویں مسجد ہے۔ قبل ازیں جماعت احمدیہ کو بفضل اللہ تعالیٰ لنڈن۔ دی ہیگ۔ ہیمبرگ اور فرانکفورٹ میں عالیشان مساجد تعمیر کرنے کی توفیق مل چکی ہے بہرحال ۱۹۶۲ء کے نصف آخر میں سوئٹزرلینڈ کی پہلی مسجد کا جب سنگ بنیاد رکھا گیا تو وہاں کے اس مشہور عیسائی اخبار نے یورپ میں اسلام کی روز افزوں ترقی پر شدید خطرہ کا اظہار کرتے ہوئے لکھا:۔

"جرمنی میں تعمیر شدہ اور زیر تعمیر مساجد کی مجموعی تعداد سات ہے۔ لنڈن، دی ہیگ، اور ہلسنکی میں بھی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک میں بھی ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے۔

ان مساجد میں سے اکثر مساجد گزشتہ تین سال کے عرصہ میں ہی تعمیر ہوئی ہیں یا انہیں تعمیر کرنے کی تجویز منصۂ شہود پر آئی ہے یہ مساجد اس امر کی آئینہ دار ہیں کہ یورپ میں اسلامی مشنوں (تبلیغِ اسلام کے مراکز) کا ایک جال پھیلایا جا رہا ہے ان مشنوں کے قائم کرنے والے مسلمانوں کے صفِ اوّل کے دو بڑے گروہوں یعنی شیعہ اور سنی فرقوں سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان کا تعلق مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت سے ہے جنہیں بالعموم "بدعتی" سمجھا جاتا ہے۔ اس جماعت کا نام جماعت احمدیہ ہے یورپ کی اکثر مساجد اس جماعت نے ہی تعمیر کی ہیں۔ یہ جماعت آج سے ستر سال قبل برصغیر پاک و ہند میں معرض وجود میں آئی تھی۔ اس جماعت کے افراد کی تعداد دس لاکھ کے قریب ہے۔ اس کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ حقیقی اسلام کی علمبردار ہے اپنے اس دعویٰ کی رو سے یہ نوع انسان کی فلاح اور دنیا میں امن کے قیام کے لئے کوشاں ہے۔ احمدیہ تحریک اوّل و آخر ایک مشنری تحریک ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ ہر خاندان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے میں سے کم از کم ایک فرد ایسا پیش کرے جو تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف رکھے۔ یہ عقل کو اپیل کرنے کی بنیاد پر اپنے مشن بالعموم اسلامی ممالک میں نہیں بلکہ افریقی ممالک میں اور ان میں سے بھی زیادہ تر مغربی افریقہ میں اور پھر یورپ اور امریکہ میں قائم کر رہے ہیں ان کے یورپی مراکز۔ زیورک۔ لنڈن اور کوپن ہیگن میں قائم ہیں ان میں سے زیورک کا مرکز وسطی یورپ اور اٹلی کے علاقہ کو کنٹرول کرتا ہے۔ لنڈن کے مرکز کا رابطہ سارے مغربی یورپ سے ہے اور کوپن ہیگن کے مرکز کے دائرہ عمل میں شمالی یورپ کا تمام علاقہ شامل ہے

..... یورپ کی مساجد صرف اس غرض کے لئے ہی قائم نہیں کی گئی ہیں کہ مسلمان ان میں عبادت کریں بلکہ تبلیغ اسلام کی ساری مہم ان مساجد کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ مساجد سے ملحق کلب کے کمرے اور لائبریریاں وغیرہ بھی ہوتی ہیں تاکہ ان میں جماعت کے افراد باہم مل کر اپنی مساعی اور سرگرمیاں جاری رکھ سکیں ...

یورپ کے عیسائی ممالک میں اسلام کے یہ نمائندے بدھ مت والوں کے برخلاف عیسائیت کا مقابلہ کرنے میں بہت پیش پیش ہیں ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ مسیح کی اصل تعلیم عہد نامہ جدید کے واسطہ سے تحریف کا شکار ہونے کے بعد بدلی ہوئی شکل میں آگے پھیلی ہے۔ یہ مسیح کی صلیبی موت کے نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے اس طرح سے یہ لوگ بائیبل کے مندرجات اور عیسائی معتقدات کے بارہ میں نئی توجیہات پیش کر کے ناقص علم رکھنے والے سامعین اور قارئین کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جرمن زبان میں ان کی جو مطبوعات شائع ہوئی ہیں ان میں یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام میں زمانہ حال کے جدید مسائل کا پورا حل موجود ہے اور اسلام ہی انسانی ضرورتوں کے مناسب حال وہ اکیلا مذہب ہے جو وسعت فکر، تعمیر و ترقی اور آزاد خیالی کا علمبردار ہے۔"

Schweizer Evangelist. Zurich.
dated 7.10.1962

قافلۂ قادیان میں شامل ہونے والے احباب متوجہ ہوں

(محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ناظر خدمت درویشان)

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان کے قافلہ کے لئے حکومت مغربی پاکستان کی خدمت میں درخواست بھجوا دی گئی ہے۔ اس مرتبہ بھی قادیان کا مذہبی روحانی اجتماع ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۶۲ء کو ہوگا۔ قافلہ کی روانگی انشاء اللہ ۱۷ دسمبر کو لاہور سے بذریعہ ٹرین ہوگی۔ اور قادیان سے واپسی ۲۱ دسمبر کی شام کو ہوگی۔ احباب کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

جو دوست قافلہ میں جانا چاہیں وہ نظارت خدمت درویشاں سے شمولیت کے لئے مطبوعہ فارم حاصل کر کے اپنے ضروری مطلوبہ کوائف بھجوا دیں۔ مندرجہ ذیل شرائط جو بہرحال ضروری ہیں انہیں ملحوظ رکھا جائے:۔

(۱) صرف ایسے دوست درخواست بھجوائیں جن کے پاس باقاعدہ منظور شدہ پاسپورٹ موجود ہو جو ہندوستان کے سفر کے لئے کام آسکے نیز وہ پختہ طور پر قادیان جانے کا ارادہ بھی رکھتے ہوں اور بعد میں ارادہ ترک کر کے دفتر کی پریشانی اور ناواجب اخراجات کا موجب نہ بنیں؛

(۲) یہ درخواست مطبوعہ فارم پر دی جائے اور اس پر پریذیڈنٹ یا امیر مقامی جماعت کی تصدیق درج ہونی ضروری ہے۔

(۳) گورنمنٹ کے ملازمین کے لئے ضروری ہے کہ وہ حسب ضابطہ افسران مجاز سے تحریری اجازت نامہ حاصل کر لیں۔

جن احباب کے پاس پاسپورٹ موجود نہیں وہ ابھی سے اپنے اپنے ضلع کے ذریعہ پاسپورٹ تیار کرانے کی کوشش فرمائیں۔ تاکہ قافلہ میں شامل ہو کر قادیان کی زیارت اور دعاؤں کے غیر معمولی مواقع سے متمتع ہو سکیں۔ اور جوں جوں ان کے پاسپورٹ تیار ہوتے جائیں وہ نظارت خدمت درویشاں سے مطبوعہ فارم حاصل کر کے اپنی درخواستیں مکمل کوائف کے ساتھ بھجواتے رہیں۔ پاسپورٹ مکمل ہونے سے پہلے میرے دفتر میں درخواست بھجوانے کی ضرورت نہیں۔ یہ درخواستیں ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء تک نظارت خدمت درویشاں میں پہنچ جانی چاہئیں

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر

لجنہ اماء اللہ ربوہ کی قرارداد تعزیت

ممبرات لجنہ اماء اللہ ربوہ کا یہ ہنگامی اجلاس بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی المناک وفات پر اپنے دلی جذبات اور غم کا اظہار کرتا ہے۔ محترمہ بیگم صاحبہ مرحومہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بھاوجہ اور حضرت سیدہ ام متین صاحبہ حرم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی والدہ ماجدہ تھیں نہایت منکسر المزاج خوش اخلاق صابرہ و شاکرہ خاتون تھیں۔ غریبوں کی ہمدرد و غمخوار اور بیواؤں اور یتیموں کا درد رکھنے والی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات بیٹیاں اور تین بیٹے عطا فرمائے جن کی بہترین پرورش اور اعلیٰ تربیت آپ کے بلند کردار کی آئینہ دار ہے۔ بیماری کا طویل عرصہ نہایت صبر و شکر اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ مگر مرضی مولا از ہمہ اولیٰ۔ باوجود ہر قسم کے علاج معالجہ کے مشیت الٰہی پوری ہوئی۔ اور آپ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ ربوہ سیدہ ام متین صاحبہ دیگر صاحبزادیوں اور صاحبزادوں نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیگر افراد کی خدمت میں اظہار تعزیت کرتی ہوئی دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ سیدہ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کی روح پر بے شمار برکات اور رحمتیں نازل فرمائے۔ اور غم زدہ دلوں کو اپنے خاص فضل و کرم سے صبر جمیل عطا کرے۔ آمین ثم آمین

(ممبرات لجنہ اماء اللہ ربوہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵